

رجسٹرڈ نمبر ایل ۹۰

قیمت سالانہ ۲

نور افشان

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔

جلد ۴۵	ہر ہفتہ بروز جمعہ لودھیانہ سے شایع ہوتا ہے ۱۲ جنوری ۱۹۱۷ء	نمبر ۲

گلدستۂ اخبار

سوئٹزرلینڈ میں افواہیں ہو رہی ہیں کہ ایک جرمنی حملہ اس ملک پر ہونے والا ہے۔

پیرس کے ایک پیغام سے معلوم ہوا ہے کہ فرانس نے غیر جانبداری کی بابت سوئٹزرلینڈ کو از سر نو یقین دلایا ہے۔

ایمسٹرڈم کی خبر ہے کہ جرمن اخبارات جرمنی میں خوراک کی قلت کی تصدیق کرتے ہیں۔

جرمن کے دارالخلافہ برلن میں دودھ اور آلو کی سخت قلت ہے۔

اخبار نیویارک ٹائمز کہتا ہے کہ جرمنی کی صلح کے نوٹ کا باعث یہ تھا کہ برطانوی ناکہ بندی کے سبب سے جرمن کو فاقہ کشی کا احساس ہو گیا ہے۔

اطالوی فوجیں محاذ گرسو پر ۵۰۰ میٹر آگے بڑھ گئی ہیں۔

خبر موصول ہوئی ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یونانی گورنمنٹ دول متحدہ سے جنگ کرنے کی تیاریاں کر رہی ہے۔

یونان کے حامیانِ جرمن پریس کہتے ہیں کہ برطانوی ناکہ بندی سے حالت ناقابل برداشت ہو رہی ہے۔

یونانی محفوظ سپاہی خفیہ طور پر فوج میں بھرتی کئے جا رہے ہیں۔

ان کو حکم ہوا ہے کہ تیار رہیں اور ایک گھنٹے کے نوٹس کے اندر اندر اپنی اپنی پلٹنوں میں بھرتی ہو جاویں۔

یونانی گورنمنٹ نے دول متحدہ کو ایک بیان روانہ کیا ہے جس میں ان مشکلات کا ذکر ہے جن کی وجہ سے وہ مطالبات پورے نہیں کر سکتے۔

دول متحدہ نے تازہ نوٹ یونان کو بھیجا ہے اور کہا ہے کہ ۴۸ گھنٹے کے اندر اندر مطالبات کے مطابق عملدرآمد کیا جائے۔

لنکا شائر واقعہ برطانیہ کلاں نے ۱۹۱۶ء میں ۵۲۵۵۵۰۰۰۰۰ گز روئی کا کپڑا باہر روانہ کیا ہے۔ ۱۹۱۵ء میں ۴۷،۴۸۵۰۰۰۰ گز کپڑا باہر روانہ کیا تھا۔

سندھ میں روزمرہ کے استعمال کی اشیاء میں سخت گرانی ہو رہی وہاں محمڈن ایسوسی ایشن نے گورنمنٹ پنجاب کی توجہ اس طرف دلائی ہے۔

ہز ایکسیلنسی دی کمانڈر انچیف دہلی سے بمبئی کو جا رہے ہیں۔ ۱۴ کو بمبئی میں وارد ہو جائیں گے۔

ضلع اٹک کے پڑولی اور حیدر گاؤں میں وہاں کے باشندوں کی بدچلنی کی وجہ سے محافظ پولیس رکھی گئی ہے۔

ابتدائے جنگ سے آج تک پنجاب نے ایک لاکھ سے زیادہ آدمی جنگ میں بھیجے ہیں۔

مارچ ۱۹۱۶ء کے اختتام تک راولپنڈی کے سیکنڈری مدرسوں نے ایک ہزار آدمی فوج میں بھرتی کرائے

تار برقیات

سوئٹزرلینڈ کے لئے خطرہ

لنڈن ۷ جنوری۔ اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ جرمنی سوئٹزرلینڈ میں سے ہو کر فرانس پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ یہ بات قابل غور ہے۔ کہ فرانسیسی گورنمنٹ نے یقین دلایا ہے کہ فرانسیسی گورنمنٹ سوئٹزرلینڈ کی غیر جانبداری کو خاص طور پر عزت کی نگاہوں سے دیکھے گی۔

لنڈن ۷ جنوری۔ اسٹرڈم۔ آج حامیان جرمن اخبار مظہر ہے کہ جرمن لوگ تمام برطانوی تجارتی جہازوں کو معاون گروہ تصور کرتے ہیں۔ اور بلا لحاظ نقصان انسان غرق کرتے ہیں۔ یہی اخبار غیر جانبداروں کو متنبہ کرتا ہے کہ اُن کے جھنڈے اُن کو کچھ فائدہ نہ دینگے۔

شہنشاہ جرمنی کے حکم کے سبب سے جرمن پریس میں لاف زنیوں کا ایک نیا طلاطم پیدا ہو گیا ہے چنانچہ بریلا کے فتح ہو جانے کے سبب سے وہ اخبار خوب بغلیں بجا رہے ہیں۔ مگر یہ جرمن سرکاری بیانات تسلیم کرتے ہیں کہ یہ جگہ بالکل خالی تھی۔

لنڈن ۸ جنوری۔ ٹائمز راوی ہے کہ قیصر کے فوجی حکم کے بعد صلح کی گفتگو محض فضول بات ہے۔ صلح کا صرف یہی ایک طریق ہے۔ کہ دشمن کو فیصلہ کن فوجی شکست دی جائے۔ لہذا لازم ہے کہ مغربی محاذ پر ہم اپنی بالادستی کو صبر کے ساتھ متواتر زیادہ کرتے رہیں اور سست نہ ہو جاویں۔

جرمنی میں خوراک کی قلت

لنڈن ۸ جنوری۔ اسٹرڈم۔ جرمن اخبارات جرمنی میں خوراک کی قلت کی تصدیق کرتے ہیں۔ ایک جرمن اخبار کہتا ہے کہ جرمن اب عام طور پر دودھ اور مکھن کے لئے اپنے ہی اوپر بھروسہ رکھتا ہے۔ جبکہ بیرونی ملک سے بالکل مسدود ہے۔

کرونے گزٹ راوی ہے۔ آلوؤں پر زیادہ تحدید کی ضرورت ہے۔ تین پونڈ فی ہفتہ ملنا چاہیئے۔ السین کی میونسپلٹی نے اس حکم پر اعتراض کئے ہیں۔ برلن میونسپلٹی کی ایک میٹنگ میں ہر ورن بارڈ کی حکمت عملی پر نا خوشی ظاہر کی گئی ہے۔ جمع ہونے والوں میں ہر گراف ہٹرو موجود تھا جس نے دودھ اور آلو کی قلت پر تقریر کی۔ کونسل نے جرمنی کو اس امر میں زور دینے کے لئے تجویز پاس کی کہ خوراک کی تقسیم زیادہ مساوی طور پر عمل میں آنا چاہیئے۔ اور غریبوں کی زیادہ حمایت کرنا چاہیئے۔

ہوریائی وزارت نے ہوٹلوں کے مالکوں کو کہا ہے کہ غیر ممالک کے لوگوں کو کھانا نہ دیا کرو

نیو ایک ٹائمز کہتا ہے کہ جرمن میں ہوٹ کی وجہ یہ تھی کہ جرمن خیال کرتے ہیں کہ انگریزی ناکہ بندی کے سبب سے ملک بھوکوں مر رہا ہے۔

یونان اور دول متحدہ

لنڈن ۷ جنوری۔ ظاہر ہے کہ یونانی گورنمنٹ دول متحدہ کے ساتھ جنگ کرنے کی تیاری کر رہی ہے۔ حامیان جرمن پریس سخت زبانی سے کہہ رہے ہیں کہ ناکہ بندی نے حالت ناقابل برداشت کر دی ہے۔ محفوظ سپاہیوں کو خفیہ طور پر داخل فوج کیا جا رہا ہے۔ اور اُن کو تیار اور مستعد رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ جب ضرورت پڑے تو صرف ایک گھنٹے کے نوٹس کے اندر اندر اپنی فوجوں میں بھرتی ہو جاؤ۔

لنڈن ۸ جنوری۔ رائیٹر کو معلوم ہوا ہے۔ کہ یونانی گورنمنٹ نے اتحادیوں کو ایک مظہر نامہ دیا ہے جس میں بعض مطالبات کے ساتھ اتفاق نہ کرنے کی مشکلات مذکور ہیں۔ روس میں اس مظہر نامہ کا جواب تیار ہو رہا ہے۔

روسی رومانوی رزمگاہ

لنڈن ۸ جنوری۔ ایک روسی خبر ہے کہ ریگا کی لڑائی میں ہم نے ۵۰۰ قیدی پکڑ لئے ہم نے داوینسک آئیتوز میں دشمن کو سراسیمہ کر دیا۔ اور متعدد خندقیں لے لیں۔ ہم فوکسینی کے شمال مغرب میں مشرق کی جانب پیچھے کو ہٹ گئے۔ کیتسو میں رومانویوں نے اپنے مورچے پھر واپس لے لئے ہیں۔ اسی علاقہ میں انہوں نے فوکسینی کے شمال مغرب پر ایک سخت حملہ کا تہس نہس کر دیا ہم نے جارحانہ حملہ کیا۔ اور زاسپترا جیل کے خط تک پہونچ گئے ہیں۔

لنڈن ۸ جنوری۔ بریلا معمولی طور پر اناج کی ایک بڑی منڈی اور ذخیرہ ہے۔ مگر اغلب ہے کہ ذخیرہ جلا ڈالا گیا تھا۔ کیونکہ جرمن مراسلہ میں مال غنیمت کا ذکر نہیں ہے۔

کرسو محاذ پر اطالوی فوج ۵۰۰ میٹر آگے بڑھ گئی ہے۔

پنجاب گورنمنٹ کی تجویز ہے کہ پنجاب کے گریجوایٹوں اور میٹریکولیٹ طالبعلموں سے ایک کمپنی یا ڈبل کمپنی فوج میں بھرتی کیا جاوے۔

یہ امر یقینی ہے کہ آسٹریلیا کا پریذیڈنٹ مسٹر ہیوز امپائر وار کونسل میں خود حاضر نہ ہونگے اُن کے عوض مسٹر اینڈرو فیشر نمائندہ ہونگے۔

نو افغانستان کے لئے نئے خریدار پیدا کر کے مشکور فرمائیے

ایڈیٹوریل نوٹس

آل انڈیا کرسچن کانفرنس کا تیسرا سالانہ جلسہ

یہ جلسہ بصدارت آنریبل مسٹر ایم۔ ایس داس صاحب ایم۔اے۔ بی۔ ایل۔ سی۔ آئی۔ ای بڑے کروفر سے ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ دسمبر سال گذشتہ کو مدراس میں فراہم ہوا۔ صدر نشین صاحب اگرچہ عمر رسیدہ ہیں مگر نہایت دانا، زندہ دل اور جوانوں کے سے جوش اور ولولہ سے بھرے ہوئے ایک ہندوستانی مسیحی اور بڑے غیرتمند لیڈر ہیں۔ آپ کا ایڈریس بحیثیت صدر مجلس حقیقتوں اور صداقتوں اور اصلاحی امور سے مملو تھا، اور بہت سی غلط فہمیوں کی آپ نے تنقیح بھی کردی منجملہ ان کے ایک بات یہ ہے کہ غیر مسیحی جو مسیحیوں پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ ہندوستانی مسیحی لوگ تو ایسے ہیں کہ گویا وہ اس دیس ہی کے نہیں وہ ہم سے الگ تھلگ رہتے ہیں تو انہوں نے اپنے درس میں یہ جواب دیا کہ ہرگز نہیں۔ ہم ہندوستانی ہیں۔ ہماری رگوں میں ہندوستانی خون رواں ہے۔ ہندوستانی تاریخ۔ ہندوستانی روایتیں وہ چشمے ہیں جو ہماری تحریک کا منبع ہیں۔ ہندوستان کی آنے والی عظمت کی بابت ہماری امیدوں کی بنیاد قدیم ہندوستان کے جلیل القدر کارنامے ہیں۔ آپ نے بتایا کہ ہندوستانی مسیحی جماعت وہ مرکز یا نمونہ ہے جس کے مطابق ہندوستان نے آئندہ کو صورت پکڑنا ہے۔ مسیحی جماعت ہندوستان کو بلند مرتبہ پر پہنچا دینے میں بڑا ہماری مدد و معاون ثابت ہوئی ہے۔ اور ابھی ویسی ہی ہے۔ تعلیم النسواں۔ عام علم ادب۔ کامل اور مفید حالات پیدا کرنے اور ذات پات کو رفع کرنے میں ہم نے خاص محنت کی اور ان میں دلچسپی لی ہے۔

پھر آپ نے اُس مشہور عام غلطی کا کماحقہ ازالہ کردیا کہ "ہندوستانی مسیحی یورپین مشنریوں کے علانیہ مخالف ہیں"۔ غیر ازیں حالات کے اندر ہوکر وہ مسیح کی منادی کرتے ہوئے اگرچہ وہ بعض غلطیوں کا شکار ہوگئے ہیں۔ تو بھی یہ امر تعجب خیز ہے کہ باوجود ایسی غیر موزوں حالات کے بھی وہ ایسے کامیاب نکلے اُن کی کامیابی کا معیار یہی **آل انڈیا کرسچن کانفرنس** ہے۔

پھر آپ نے گورنمنٹ کی طرف توجہ دی اور اُس پالیسی پر ایک گہری نظر ڈالی جو گورنمنٹ تاحال ہندوستانی مسیحیوں کے ساتھ کام میں لارہی ہے۔ عمیق نظر صدر مجلس نے بتایا کہ "یہ تصویر تاریک ہے"۔ "ہم برطانوی رعایا میں سے بہترین ہیں۔ ہماری وفاداری میں کبھی شک نہیں کیا گیا۔۔ خواندہ لوگوں کی اوسط ہماری جماعت میں سب سے زیادہ ہے۔ تعلیم النسواں میں ہم سب سے آگے ہیں۔ مگر باوجود ان تمام باتوں کے گورنمنٹ نے ہم کو بالکل فراموش کر چھوڑا ہے۔ آجکل کی فرقہ بندی اور ایک دوسری جماعتوں کی علیحدگی کے زمانہ میں امپیریل اور لوکل لیجسلیٹو کونسلوں میں اپنی تمام خواہشوں کے ظاہر کرنے میں ہم میں کوئی ہندوستانی مسیحی۔ اور اک پایا نہیں جاتا۔ شادی بیاہ اور وراثت اور جانشینی کے بڑے پیچیدہ مسائل ایسے موجود ہیں جو ہماری بہبودی سے متعلق ہیں۔ اور جن کا حل صرف قانون ہی کے ذریعہ سے ہوسکتا ہے۔ اور کونسلوں میں کوئی بھی نہیں جو ہمارے حق کی اپیل کرے ۔۔۔۔ ہماری جماعت کی تعلیمی ضروریات کی جانب گورنمنٹ کی توجہ مطلقاً نہیں ہوئی۔ جس کا ہم کو یہی حق حاصل ہے ہندوستانی مسیحیوں کو خواہ وہ کسی فرقہ یا کلیسیا کے کیوں نہ ہوں "لازم ہے کہ وہ متفق ہوں اور اپنی ضروریات رفع کے جانے کے لئے گورنمنٹ کا دروازہ کھٹکھٹائیں۔ ہم چونکہ آج تک خاموش رہے اس لئے ہماری خاموشی بدقسمتی سے رضامندی متصور ہوگئی۔ اب لازم ہے کہ ہم خواب خرگوش سے بیدار ہوں اور اپنی مہربان گورنمنٹ سے گورنمنٹ کی ذمہ داریوں اور حقوق میں شریک ہونے کی درخواست کریں۔ اپنے ملک کے لئے اس طرح خدمت کرکے ہم سلطنت برطانیہ کے اندر ہندوستان کی پولیٹیکل ترقی کو زیادہ کرینگے۔"

آگے چلکر آنریبل پریذیڈنٹ صاحب نے اس تعلق کی بابت نہایت عمدہ مشورہ دیا جو ہندوستانی مسیحیوں کو ان کے ہندو مسلمان ہموطنوں کے ساتھ ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہمارے فرائض غیر مسیحی جماعتوں کے ساتھ بھی ہیں۔ اور ہمارے فرائض ہماری اپنی جماعت کے ساتھ بھی ہیں۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ہندوستانی مسیحیوں اور ان کے غیر مسیحی پڑوسیوں کے درمیان کوئی خوشگوار نزدیکی رفاقت اور آزادانہ سوشیل رابطہ و اتحاد نہیں ہے۔ ۔۔۔ یہ امر ابھی بحث طلب ہے کہ ہندوستانی مسیحیوں کی اس بے تعلقی کی ذمہ وار کونسی پارٹی ہے۔ جانبین اتہام کو ضرور ہے جس سے دوستانہ تعلقات کو ترقی نہیں ہوسکتی۔ گزشتہ کو زیر بحث لانے کے بغیر ہمیں وہ وسائل استعمال کرنا چاہئے جن سے موجودہ اور آئندہ کی ترقی ہوسکے حلیم اور فروتن یسوع مسیح کو مدنظر رکھتے ہوئے جو صلیب پر کیلیں ٹھونک کر لٹکایا گیا اور جس کو ایک رومی حاکم کے حکم سے ایک یہودی گروہ نے ٹھٹھوں میں اڑایا۔ لاکھوں کی ہندو جماعت کا نقشہ اپنے خیال میں باندھو۔ ہندو اس نظارہ

کر دیکھتے تب وہ جھجکتی ہوئی زبان سے یہ سنتے ہیں کہ اے باپ انہیں معاف کر کہ یہ نہیں جانتے کہ وہ کیا کرتے ہیں۔ اس نظارہ کا تصور باندھو اور ہندو تخیل کے کینوس پر اس نظارہ کی تصویر کھینچ ہو اور تب ہندو سے پوچھو کہ کیا وہ اس منصوبہ کے ازلی اور ابدی گروہ کے ساتھ اتفاق کرینگے۔ جو شخص ہندو قومی خصائص سے واقف ہے اس پر اس سوال کا جواب صاف ہے۔ مسیح مصلوب کے ساتھ ہمدردی اور گہری عزت کے ساتھ ہندوؤں کا کلیجہ دھڑک اٹھیگا اور تب ہندو لوگ ہر ایک مسیحی کے ساتھ عزت سے کیوں پیش نہ آئینگے

آگے چلکر بتایا گیا ہے کہ ہم مسیحیوں کو لازم ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کی جانب سے پوزیشن صاف کریں۔ ہر ایک مسیحی اپنی زندگی کا امتحان کرے اپنی روزانہ زندگی عادات اور برتاؤ میں تبدیلی پیدا کرے۔ تاکہ اپنے غیر مسیحی پڑوسیوں کا اعتبار اور عزت اپنے لئے بڑھائے اگر یہ کانفرنس ایک رزولیوشن پاس کریگی اور جس سے مسیحی جماعت کو گائے کا گوشت کھانے سے روکا جا سکے تو ہم پولوس کی اس صلاح کی پیروی خاطر خواہ طور پر کرینگے جو اس نے رومی مسیحیوں کو دی تھی کہ بہتر ہے یہ کہ نہ تو گوشت کھاؤں اور نہ مے پیوں یا کوئی اور چیز جس سے میرا بھائی ٹھوکر کھائے۔ جس وقت ہز مجسٹی امیر افغانستان ہندوستان میں آئے ہوئے تھے تو اس نے مذہبی قربانی کے بڑے محمدی تہوار پر گاؤکشی کی ممانعت کر دی تھی۔ یہ اس نے ہندوؤں کی خاطر کیا تھا۔

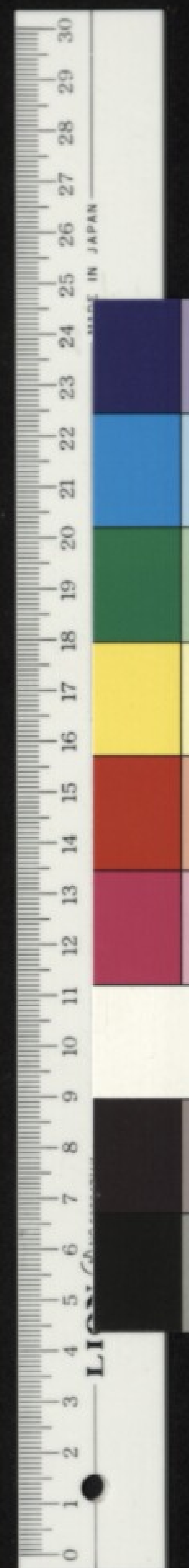
اس کے بعد آپ نے برطانیہ عظمیٰ کی سلطنت سے مسیحیوں کی وفاداری۔ سرکار کی خدمت گذاری اور اس مدد کا ذکر کرکے جو ہندوستانی مسیحیوں نے سرکار کی کی ہے اور اپنی جماعت کی طرف سے گورنمنٹ کی پوری پوری بے توجہی کا ذکر کرکے اپیل کی ہے کہ ہماری سرکار دولتمدار توجہ فرمائے اور ہم مظلوموں کی دادرسی کرے۔ آخر میں فاضل اور محب القوم میر مجلس نے صنعت و حرفت کی طرف مسیحی جماعتوں کو متوجہ کیا ہے۔ کہ وہ اس مرحلہ میں بھی بہتری کریں اور اپنی قوم اور مذہب کو غیر مسیحی ہموطنوں کے ساتھ مجلسی اور تمدنی میل جول۔ اور سرکار میں اپنے حقوق کی طلبی اور استقرار کو مضبوط اور مستحکم کریں۔ اور ایک سلف سپورٹنگ کلیسیائے ہند اور مسیح کے سچے اور وفادار سپاہی بنکر ہندوستان کو مسیح کے لئے فتح کریں۔

دیہاتی مسیحیوں کے درمیان شادی کی نئی رسم

گذشتہ سال کوکب ہند میں ایٹہ کے پادری ایگناؤ صاحب کی بابت مرقوم تھا کہ وہ دیہاتی مسیحیوں میں شادی کی نئی رسم جاری کر رہے ہیں۔ اس کا مفصل حال اس اخبار کے کالموں میں درج ہے۔ مگر جس بات کا ہم یہاں ذکر کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے۔ کہ منڈھ کی بجائے جس کے گرد شادی کے وقت بت پرست رسم کے مطابق دولہا دولہن کو سات بار طواف کرنا پڑتا ہے۔ پادری صاحب لکڑی کی ایک صلیب بناکر رکھ دیتے ہیں۔ اور مسیحی دولہا دولہن ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے اس کے گرد سات مرتبہ پھرا کرتے ہیں۔ اور اسی طرح پر ان کو عام مسیحی شادی کے وقت مقررہ سوال و جواب کرنے اور دینے کی ضرورت نہیں رہتی۔ اسی طرح سات پھیرے بھی پورے ہو جاتے ہیں اور اس سے وہ مشکلات پیش نہیں آتیں جو دیہاتی مسیحیوں کی شادی کے وقت ان کی پرانی رسم کو ترک کرنے اور نئی مغربی طرز کو ان سے قبول کروانے میں اکثر ہوا کرتی ہیں۔ یہ رسم ان تغیرات و تبدلات میں سے ایک ہو سکتی ہے جس کی ہندوستانی کلیسیا کو ضرورت محسوس ہو رہی ہے یعنی کہ مشرقی مسیحیت کا مشرق میں رواج پانا۔ اس میں بت پرستی تو نہیں ہو سکتی کیونکہ بت پرستی تو اسی وقت ہوگی جبکہ کسی چیز کو بجائے خدا کے یا خداوند یسوع مسیح کے تسلیم کر لیا جائے اور ویسا ہی عمل کیا جائے۔ مسیح کی صلیب وہ مرکز ہے جس کے گرد تمام مسیحی تعلیم اور رسمیات کا احاطہ کھینچا جانا چاہیے۔

ہند مسیح کے لئے کیسے فتح ہو؟

ہم نے ۵ جنوری کے پرچے میں کتاب "ہند مسیح کے لئے" پر مختصر ریویو کرتے ہوئے بتایا تھا کہ اس کتاب کا منشا یہ ہے کہ ہندوستان میں بشارت انجیل کا طریق ہندوستانی ہونا چاہیے۔ آج ہم اسی کتاب سے اس ہندوستانی طریقہ بشارت انجیل کے بارے میں مصنف کتاب کی تجویز پیش کرتے ہیں۔ اس کتاب کے صفحہ ۱۳۰ پر مسٹر جی کے گوکھلے۔ لالہ لاجپت رائے۔ راجہ رام موہن رائے۔ کیشب چندر سین۔ سوامی دیانند۔ رام کرشن سوامی ویویکانند۔ اور سوامی رام تیرتھ جیسے بہادر رشیوں کا ذکر کرکے مرقوم ہے کہ ہند ایسے ہی شخصوں کا منتظر ہے جو مذکورہ بالا اشخاص کی طرح ہند کے میدان میں آکر مصروف ہوں۔ جن کی زندگی ہند کے بڑے نامی مبشرو اصلاح کرنے والوں کی مانند سادہ ہو۔ جو ہر قسم کی ولایتی خود غرضی سے مبرا ہوں۔ جن کی تعلیم قدیم ہندوستانی مذہب کی رنگ ہو جس میں ہند اپنی گری ہوئی امیدوں کو پورا ہوتا ہوا دیکھے۔ یہ سوال کیا جاتا ہے کہ ایسے اشخاص کس طرح پیدا ہوں۔ جواب یہ ہے کہ مشن احاطے ایسی روح کے شخص پیدا نہیں کر سکتے مشن کالج و مدرسوں کے خیال سے





یہ بات بہت دور ہے۔" اور تجویز پیش کی گئی ہے کہ اگر ہند کی کلیسیا کے بزرگ و خیرخواہ اس بڑی ضرورت کو محسوس کرتے ہیں تو گوروکل کے سلسلہ پر ایک مدرسہ قائم کرنے کی تجویز کریں۔ اُس مدرسہ کو ہر قسم کے دماغی قواعد و قوانین سے پاک رکھیں۔ اور بالکل ہندوستانی طریقہ پر تعلیم کا سلسلہ ڈالیں" مصنف کی رائے ہے کہ اگر اس طرح کام کیا جائے تو پیارے بھائی سندر سنگھ جیسے کتنے ہی مبشروں کو ہند کے میدان میں ہندوستانی انجیل کی بشارت ہندوستانی ڈھنگ پر دیتے ہوئے پائینگے۔" (صفحہ ۱۳۱) اور پھر مسطور ہے "لو دیکھو ایک ہندوستانی مسیحی سادھو پیڑ کے نیچے دھیان لگائے۔ دھونی جمائے بیٹھا ہے۔ آن کی آن میں ایک گروہ آ جمع ہوا۔ اب سادھو نے آنکھ کھولی اور محبت بھری نگاہ سے سب کو دیکھا۔ اُس کے دیکھتے ہی ایک نیا فرح پیدا ہو گیا۔ . . . . . . اس کی تعلیم عالمانہ۔ قدیم ہندوستانی مہا پرشوں کی کتھاؤں سے رنگی ہوئی تمثیلی اور کبیر کے دوہوں سے منڈھی ہوئی ہے"۔ جس دن ہند میں انجیل کی بشارت ایسے ڈھنگوں سے دی جائے گی۔ اُسی دن ہند مسیح کا ہو گا۔ اور جب تک ہند کی کلیسیا ایسے مبشر پیدا نہ کر سکے ایسا ہونا کچھ ناممکن سا نظر آتا ہے"۔

ان اقتباسات سے اس تحریک اور آرزو کا قدرے پتہ لگ سکتا ہے جو آجکل ہندوستان کے ہر گوشہ میں مسیحیوں کے درمیان زور پکڑتی جا رہی ہے۔ یہاں سے مشرقی مسیح اور مغربی مسیح کا مسئلہ بھی قدرے حل ہو جاتا ہے۔ ایسی کتابوں کی ضرورت ہے۔ جن میں مسیحی مذہب ہندوستانی مذہبی رنگ میں دکھایا جا سکے۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے اس قسم کی کتابیں تھوڑی ہیں۔ مثلاً "اسکے صلیب" ایک ہے جس میں بھگوت گیتا کی مسیحی مہرشی کی تفسیر کردہ بہت سی آیات اور بیانات پائے جاتے ہیں دوسری نورافشاں کے ایڈیٹر پادری پی کیول سنگھ ام اے مطبوعہ کی کتاب "اپنشدوں کی تعلیم حصہ اوّل" ہے جس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ ہندو اور مسیحی مذہب میں کیا مشابہت ہے۔ ایسی کتابوں سے ہم کو ان شاء اللہ ایک گونہ بر آنے کی توقع ہے۔ اور ان سے اس قسم کی تعلیم کی جانب رجحان پیدا ہونے اور اس قسم کے مطالعہ اور تصنیفات کی طرف توجہ دینے میں ایک گونہ شغف اور سعی پیدا ہو جانے کی امید ہے۔

اطلاع ضروری

حسبِ معمول اپنے اور اپنے خریداروں کے فایدہ اور آسانی کے لئے ہم ۲ فروری ۱۹۱۷ء کو اخبار اُن صاحبوں کے نام جن کا چندہ بابت ۱۹۱۷ء وصول نہیں ہوا وی پی بھیجیں گے۔ وی پی بھیجنے اور وصول کرنے میں کوئی بے عزتی نہیں بلکہ آسانی ہے۔ منی آرڈر کرانے کی تکلیف نہیں اُٹھانی پڑتی۔ چونکہ قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجاتی ہے۔ اس لئے جن صاحبان کی طرف سے ۱۹۱۷ء کا چندہ وصول نہیں ہوگا اُن کا اخبار بند کر دیا جائیگا

منیجر نورافشاں لودھیانہ

بھیلوں کے درمیان منادی

مشن کا کام قریب ۲۹ سال سے ہو رہا ہے۔ خاندیش سطح مرتفع مالوہ میں جہاں ۳۰ لاکھ کی آبادی ہے بارہ ہزار شہر اور دیہات آباد ہیں۔ اس علاقہ میں مشن کے ۴ صدر اسٹیشن اور ۲۲ شاخیں ہیں جن میں سے خاص خاص یہ ہیں یعنی اندور۔ مہو۔ نیمچ۔ رتلام۔ اُجین۔ دھار۔ انکوت۔ سوزالا کرسچین کے متعلق زیادہ تر کام بھیل لڑکوں میں ہوتا ہے۔ یہ لوگ اجمیر کی ریاست میں آباد ہیں۔ ۸۰ فیصدی ہیں۔ بڑی کوشش کیجا رہی ہے کہ بھیلوں کی کلیسیائیں سیلف سپورٹ ہو جائیں۔ مقامی فنڈ وہاں جمع کئے جاتے ہیں وہ خصوصاً بھیلوں کی دہیکیوں کا نتیجہ ہیں۔ ان میں سے اکثر اپنی دہیکی باقاعدہ طور پر دیتے رہتے ہیں۔ انکوت کے رہنے والے چرچ فنڈ کے لئے عموماً چھوٹے چھوٹے کھیتوں میں آردی (ایک قسم کا اناج ہوتا ہے۔) بویا کرتے ہیں اور اُس کی ساری آمدنی چرچ فنڈ میں دیدیتے ہیں۔

زنانہ کام بھی بڑی عمدگی سے چلتا ہے۔ اس کے متعلق ۲۸ مستورات کام کر رہی ہیں۔ ان میں سے ۸ میڈیکل (طبی) خواتین یعنی ڈاکٹر ہیں۔ مردانہ مشنریوں کی تعداد ۲۰ ہے۔ ان میں سے ۳ ڈاکٹر ہیں۔ گیارہ کرڈوین ہندوستانی خادمِ دین اور ۱۸ مبشر ہیں۔ مسیحیوں کی تعداد ۱۰۳۲ ہے ۱۹۱۵ء کی ۳۰ ستمبر کے آخر تک اس سال میں ۸۰ بپتسمے ہوئے دیگر تمام کام بدستور جاری ہے۔

مسیحیوں کی تقلید جاپان میں

آجکل بدھ مت کے پیرو ملک جاپان میں مسیحی مذہب کی سخت مخالفت کر رہے ہیں۔ مگر عین مخالفت میں موافقت اور مطابقت ہے۔ چنانچہ حال ہی میں انہوں نے دیہاتیوں کے اندر بچوں کیلئے چھ سو درس سبت سکول قائم کئے ہیں۔ یہ تحریک قریب دو سال سے

ہے۔ یعنی شہنشاہ جاپان کی تاجپوشی کے وقت سے اور ۱۹۱۵ء کے ماہ اپریل میں یعنی تاجپوشی کے چھ مہینے بعد جاپان میں ایک لاکھ بیس ہزار بچوں کے لئے آٹھ سو بدھسٹ سبت سکول قائم ہوگئے اور ان کی چال بڑھتی چلی جاتی ہے۔ یہاں سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ایسی نہایت پر اثر صورتوں اور طریقوں میں بھی مسیحیت کی تقلید بڑے طور پر نظر آتی ہے۔ گویا کہ ان کو اگرچہ وہ مسیحی مذہب کی مخالفت کرتے ہیں۔ تو بھی مسیحیت کی تقلید کرنے کے سوا کوئی اور صورت نظر ہی نہیں آتی۔ سنڈے سکول کی صورت اور طریقے اور تعلیم سب ایسی ہی ہے جیسی مسیحی مدرسوں کی۔ پروگرام اور کل عملدرآمد۔ ان کے افسران اور کمیٹیاں۔ استادوں کے جلسے اور سالانہ کے جلسے۔ ہینڈ بل اور کارڈ اور سبت سکولوں کے پرچے وغیرہ سب کے سب مسیحی ہیں حتیٰ کہ کل کاموں سے اگرچہ مسیحی مذہب کے مخالف ہیں تو بھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ مسیحی مذہب ہیں۔ ان کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ تقلید اس درجہ تک پہنچ گئی ہے کہ ان کا گانا بجانا بحیثیت ان کے راگ بلکہ مضامین بھی بالکل مسیحی ہیں جو کچھ تبدیل ہوئی ہے وہ صرف یہ ہے۔ کہ مسیح کے بجائے بدھ کا نام درج کیا گیا ہے۔ ان کے قصہ کہانیوں میں مسیحی مذہب کی بہت سی بنیادی کلمات درج ہیں۔ چنانچہ بدھ کو بار بار آسمانی باپ کے خطاب سے ملقب کیا گیا ہے۔ اور زندہ خدا کی بہت سی صفات سے اسے متصف کیا جاتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی نہ کسی وجہ سے مسیحی مشنریوں سے ناراض ہوگئے ہیں۔ وہ ان سے علیحدہ اور آزاد رہنا چاہتے ہیں۔ اور اس مقصد برآری کے لئے انہیں یہی تجویز سوجھی ہے کہ مذہب میں سے صرف مسیح کے نام کو علیحدہ کر دیں اور بس۔ وہ ان سے علیحدہ ہو جائیں گے۔ ورنہ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسیحی مذہب نے ان کے اندر ایسا گھر کر لیا ہے۔ کہ مسیحیت سے ان کو گریز ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کاشکہ وہ ان کو بہت جلد مسیح کے قدموں پر بیٹھا دے خواہ وہ مشنریوں کے پیرو ہوں یا نہ ہوں۔ یہ اور بات ہے۔ اگر صورت یہی ہے تو وہاں کے مشنری صاحبان کو اس جانب بڑی دانائی اور حلیمی سے متوجہ ہونا چاہیے۔

مسیح کی حضوری کلیسیا میں { کلیسیائیں جیسے

مسیح کی حضوری کی ضرورت ہے۔ دنیں شاید کسی اور چیز کی ضرورت نہیں۔ اگر مسیحی کلیسیا میں مسیح کو سرفراز کیا جائے تو کلیسیا کا سارا موجودہ نقشہ بدل جائے کیونکہ مسیح کی حضوری کلیسیا کے اندر سنہرے زمانہ کی حالت پیدا کر دیتی ہے۔ جہاں مسیح موجود ہے وہاں لوگ عرفان الٰہی اور مسیحی زندگی کے اصولات سے ماہر ہوتے ہیں ان کی زندگی میں انہیں کسی اور بیرونی امداد کی ضرورت نہیں ہوتی۔ وہاں نہ تو نہایت طاقتور اور کارکن اور مطالعہ کنندہ کو انعامات دیئے جانے اور کمزوروں کو شرمندہ کرنے کے پروگرام مقرر ہوتے ہیں اور نہ ہی کسی کو عبادت میں آنے دعا کرنے کلام پڑھنے کی ترغیب دینے کے لئے بڑے بڑے وعظوں اور درسوں کی حاجت پڑتی ہے۔ اگر کلیسیا میں مسیح کا دخل ہو تو سب کے لئے موقع اور سامان روحانیت کا یکساں ملتا ہے۔ ہر ایک شخص متحمل ہو جاتا ہے۔

جس کلیسیا میں مسیح ہی مسند نشین ہے اس میں اخوت اور برادری قائم اور اپنا عمل کرتی نظر آتی ہے۔ ہر وقت ہر ایک ممبر ایک دوسرے کے ساتھ برادرانہ برتاؤ کرتا نظر آتا ہے۔ ان کی زندگی کی عملی صورت میں اخوت ہی کا نقشہ دکھائی دیتا ہے۔ ہمدردی اور باہمی امداد اس جماعت میں مجسم ہوتے ہیں۔ تفرقہ کی بجائے محبت کے کام ظہور پکڑتے ہیں۔ بہن بھائی ایک دوسرے پر نثار ہوتے ہیں ایک دوسرے کو ترقی کی چوٹی پر پہنچاتے ہیں۔ بھائی بہنوں کے درمیان جو سب سے زور آور ہے وہ نہایت ہی مہربان بن جاتا ہے۔ جو سب سے زیادہ دانا اور عقلمند ہو وہ کشادہ دل اور خندہ پیشانی ہوتا ہے۔ جو دولتمند ہو وہ سب کا خادم ہو جاتا ہے۔ اور جو زیادہ بوجھ اٹھانے کی طاقت رکھتا ہے وہ سب سے زیادہ بار اٹھاتا ہے۔ یہ ساری باتیں جماعتوں میں اسی وقت نمایاں ہوتی ہیں جبکہ خداوند مسیح ان میں تخت نشین ہوتا ہے۔

جہاں مسیح خداوند کی حضوری ہے۔ وہاں سازشی میں شور و شغب پیدا کرنے والا یا تفرقہ انداز دخل نہیں ہو سکتا۔ جوان اور بوڑھے اپنی عمروں کو دنیا کی اور دینی بیکاریوں میں نہیں گنوا سکتے۔ حاکم اور محکوم خادم اور مخدوم خورد و کلاں میں باہمی میل اور محبت کا رشتہ قائم رہتا ہے۔ غریب غربا بیکس و لاچار یتیم اور بیوائیں بیمار اور اپاہج وطن بربادی و ہلاکت میں کبھی ہلاک نہیں ہو سکتے۔ کلیسیائی عدالتوں میں بیگناہ اور کمزور حرص و ہوا یا عزت و مرتبہ کے قربانگاہ پر کبھی قربان نہ کئے جائیں جب تک کہ انسانی خود غرضی مسیح کی جماعتوں میں سے باہر رکھی رہیگی۔ تب تک حالت کبھی بہتر اور اعلیٰ تر نہ ہوگی۔ مسیح خداوند کے سوا کلیسیا کا کوئی علاج ہی نہیں۔ اگر سوسائٹی کی کشتی ڈگمگا رہی ہے۔ اور ملاح خوف زدہ اور سراسیمہ ہیں تو وہ جھیل کی تاریکی میں ذرا آنکھ پھاڑ پھاڑ کر دیکھیں اور دعا کریں کہ کاش مسیح جلد ہماری کشتی میں آئے اور رات کو چوتھے پہر مسیح دریا پر چلتا ہوا نظر آ جائیگا وہ اس سے ڈریں نہیں بلکہ فوراً اپنی کشتی پہ لیں۔



تھیکلہ کا قصہ[1]

(از قلم پادری بی بی رائے)

یہ دلچسپ موثر اور نصیحت آموز حقیقی مسیحی کا تاریخی قصہ نہایت خوبصورت اور قابل تقلید ہے۔ مسیح کے سچے عاشقوں کو کوئی شئے ضرر نہیں پہنچا سکتی اور اُن کی مصیبتوں اور دکھوں سے بھری ہوئی کیفیت کبھی بے ثمر نہیں رہ سکتی۔ (ایڈیٹر)

اکونیم میں پولوس کی خدمت کے متعلق تھیکلہ کا قصہ بہت مشہور ہے۔ غالباً اس کی کوئی نہ کوئی تواریخی بنیاد ہے۔ اور اصل قصہ پہلی ہی صدی میں قلمبند کیا گیا۔ مگر مابعد کے زمانہ میں اس پر اتنا رنگ چڑھایا گیا کہ اب تو وہ قصے ہی کی طرح سنائی دیتا ہے۔ مختصراً قصہ یہ ہے کہ جب پولوس پسدیائی انطاکیہ سے نکلا ہوا اکونیم کو آرہا تھا۔ تو اکونیم کا رہنے والا انیسفورس ایک بھلا آدمی خواب میں آگاہی پاکر اسے راستے میں جاملا۔ اور اُسے اپنے گھر لے آیا۔ (۲ تمطاؤس ۱: ۱۶ و ۴: ۱۹)

(۱) پولوس اُس کے ہاں دعا بندگی کرنے۔ اور کلام سنانے میں لگا۔ انیسفورس اگرچہ غریب تھا پر اُس کے پڑوس میں ایک نہایت دولتمند بیوہ تھی اُس بیوہ کی تھیکلہ نام ایک نوجوان اٹھارہ سالہ لڑکی تھی۔ جو دیکھنے میں نہایت حسین تھی۔ اُس کی منگنی تھمیرس نام ایک شریف زادے سے ہوئی تھی۔ تھیکلہ ایک بالاخانہ میں رہتی تھی۔ جس کی کھڑکی پر بیٹھ کر پولوس کی منادی سن سکتی تھی۔ اسی طرح پولوس کی منادی سنتے سنتے وہ خداوند پر ایمان لائی اور خداوند کی محبت میں ایسی محو ہو گئی کہ اس کو کھانا پینا تک چھوٹ گیا۔ حتیٰ کہ وہ دن بھر اسی کھڑکی سے لگی رہتی۔ نہ اُس کی ماں کا دلاسہ۔ نہ اُس کے منگیتر کی محبت اُسے اس کھڑکی سے اٹھا سکتی تھی۔

دیماس اور ہرمگنیس نام دو جھوٹے شاگرد تھے (۲ تمطاؤس ۱: ۱۵ و ۴: ۱۰) انہوں نے تھمیرس کو صلاح دی کہ پولوس کے خلاف صوبے کے ہاں نالش کرے چنانچہ اُس نے نالش کی۔ کہ پولوس یہاں کی جوان عورتوں پر جادو کرتا ہے۔ اور اُس کے جادو سے وہ بیاہ کرنے سے انکار کرتی ہیں۔ اس نالش کو سنتے ہی صوبے نے پولوس کو پکڑوا کر حوالات میں ڈلوا دیا

تھیکلہ رات کو اپنے دربان کو اپنے ہاتھ کی چوڑیاں رشوت دے کر چپکے سے نکل آئی۔ اور قیدخانہ کے داروغہ کو ایک چاندی کی آرسی چڑھا کر پولوس سے جاملی۔ پولوس رات بھر تھیکلہ کو مسیحی دین کی تعلیم دیتا رہا۔ پر صبح کو تھیکلہ کی ماں اور تھمیرس نے دونوں کو پکڑ لیا۔ دونوں کے دونوں صوبے کی کچہری میں کھینچے گئے (۲) صوبے نے پولوس کو تو کوڑے لگوا کر اکونیم سے نکال دیا۔ اور تھیکلہ کی ماں ہی کے کہنے پر دوسری عورتوں کی عبرت کے واسطے اُس کو آگ میں پھونک دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ شہر کی تماشہ گاہ میں آگ جلائی گئی۔ اور خداوند کے عشق کی آگ سے جلی ہوئی بیچاری تھیکلہ اس آگ میں ڈال دی گئی۔ مگر کیا ہوا یکایکی ایسی زور سے بارش اور اولوں کا طوفان آیا کہ آگ بجھ گئی۔ تھیکلہ بچ گئی۔ اور اس طوفان سے تماشائیوں میں سے بہتیرے ہلاک ہو گئے۔

تھیکلہ پولوس کی تلاش میں نکلی۔ پر پولوس انیسفورس اور اُس کے خاندان کے ساتھ ایک مقبرے میں پناہ گزیں ہو کر تھیکلہ کے لئے دعا مانگ رہا تھا۔ وہاں اُن کے پاس کھانے کو کچھ نہ تھا۔ تب رسول نے اپنا چوغہ اتار کر کسی جوان کے ہاتھ شہر میں بھیجا۔ کہ اُسے بیچ کر کچھ روٹی مول لائے۔ راستے میں اس جوان کو تھیکلہ ملی اور وہ اُسے پولوس کے پاس لایا تب سب مل کر خدا کی حمد و شکر کرنے لگے۔ تھیکلہ نے پولوس سے بپتسمہ کی درخواست کی پر پولوس نے اس وقت اُسے بپتسمہ دینا مناسب نہ جانا۔

اس کے بعد تھیکلہ پولوس کیساتھ سفر کرتی ہوئی انطاکیہ میں پہنچی۔ بیان سے تو یہ انطاکیہ سوریائی معلوم ہوتا ہے۔ پر بعض علماء اسے پسدیائی انطاکیہ سمجھتے ہیں۔ دونوں شہر میں داخل ہو رہے تھے (۳) کہ اتنے میں وہاں کا بت پرست سردار کاہن سکندر بھی اس جگہ آنکلا۔ اس نے تھیکلہ کی خوبصورتی پر فریفتہ ہو کر پولوس سے کہا کہ اس عورت کو میرے ہاتھ بیچ دے۔ پولوس بولا یہ عورت میری نہیں اور نہیں جانتا ہوں کہ یہ کون ہے۔ یہ کہہ کر پولوس چلدیا سکندر نے بیچاری تھیکلہ کو اکیلی پاکر زبردستی سے اُس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اُس کا بوسہ لیا۔ مگر تھیکلہ نے بھی سردار کاہن کو ایسا نوچا کہ اُس کا چوغہ پھٹ گیا۔ اور کلاہ ٹوٹ گیا۔ عورت کے ہاتھوں اس طرح بے حرمت ہو کر جناب سردار کاہن نے صوبے کے پاس نالش کی۔ صوبے نے حکم دیا کہ تھیکلہ درندوں کے آگے ڈال دی جائے۔ اس پر وہاں کے لوگ خصوصاً عورتیں پکار پکار کہنے لگیں کہ یہ تو بے انصافی ہے۔ بے انصافی ہے۔ تھیکلہ نے درخواست کی کہ میں کنواری ہوں اور خدا کی بندی ہوں۔ جب تک ماری نہ جاؤں۔ کوئی میرے

---

[1] یہ بات رسول کی شان کے خلاف ہے کسی نے ہمارے قصے کی نقل پر یہ بات کر تھیکلہ کے قصے میں ڈال دیا۔ اگرچہ پولوس کے ساتھ تھیکلہ کے سفر کرنے کے بیان کو مشتبہ سمجھتے ہیں تو احتمال ہی کہاں ہے اور اس کے خطوط ہی سے ظاہر ہے بلکہ وہ اپنے سفروں میں کسی دینی بہن کو لئے پھرتا تھا۔

کنوار پن پر حملہ کرے۔ اتفاق سے وہاں ٹیلوس کی ملکہ طروفینہ (رومیوں ۱۶: ۱۲) حاضر تھی۔ جو شہنشاہ کلودیس کی رشتہ میں بھانجی تھی۔ اُس نے درخواست کی کہ حفاظت کے واسطے لڑکی اُس کے سپرد کی جائے۔ صوبہ نے ملکہ کی درخواست منظور کی۔ اور ملکہ اسے اپنے محل میں لے آئی۔ تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ ملکہ کی اپنی بیٹی گزر گئی تھی غم تازہ تھا۔ سو وہ تھیکلہ کو اپنی بیٹی کی طرح پیار کرنے لگی۔

اب وہ دن آگیا جبکہ تھیکلہ نے تماشہ گاہ میں درندوں کے آگے ڈالی جانا تھا۔ طروفینہ نے بڑی کوشش کی کہ کسی طرح اُس کو بچالے۔ پر اُس کی کچھ نہ چلی۔ قصہ کوتاہ جلسہ منعقد ہوا۔ بدکاروں نے تھیکلہ کے سارے کپڑے اتارے فقط اُس کی کمر پر ایک پیٹی (Cinctura) رہنے دی اُس کے بعد انہوں نے ایک لکڑی کے ساتھ باندھا۔ تب اُس نے دعا مانگی۔ کہ اے میرے خداوند۔ اے میرے خدا!! ہمارے خداوند یسوع مسیح کا باپ تو مظلوموں کا مددگار۔ اور غریبوں کا ساتھی ہے۔ اپنی باندی کو دیکھ۔ کیونکہ عورتوں کی حرمت مجھ میں بے پردہ کی گئی ہے۔ اور میں ان سب لوگوں کے بیچ میں کھڑی ہوں۔ اے میرے خداوند اے میرے خدا!! اپنی باندی کو اس گھڑی میں یاد کر۔"

پہلے ایک شیرنی چھوڑی گئی۔ پر شیرنی اُس کے پاؤں کے پاس آکر بیٹھ گئی۔ اس نے اسے کچھ نہ کہا۔ تب انہوں نے ایک ریچھ کو چھوڑ دیا۔ مگر شیرنی نے ریچھ پر حملہ کر کے اُسے مار ڈالا۔ اس طرح اس نے کئی درندوں کو مارا اور تھیکلہ کی جان بچائی۔ لیکن آخر زخمی ہو کر وہ آپ بھی مر گئی۔

جب اور درندے اس پر چھوڑے گئے تو وہ پانی سے بھری ہوئی کھائی میں کود پڑی اور کہنے لگی کہ میں اپنے تئیں بپتسمہ دیتی ہوں۔ اس کھائی میں بہت سے مگرمچھ تھے۔ لوگوں نے سمجھا کہ اب وہ اُسے کھا جائیں گے۔ صوبہ آپ بھی رونے لگا۔ اتنے میں آسمان سے بجلی گری اور مگرمچھوں کو مار ڈالا۔ اس کے بعد وہ تند سانڈوں کے سینگوں سے باندھی گئی۔ پر اُن سے بھی ان کو ضرر نہ پہنچا۔ ان ہولناک باتوں کو دیکھتے دیکھتے ملکہ طروفینہ بیہوش ہو کر گر پڑی۔ چونکہ ملکہ شہنشاہ کی رشتہ دار تھی۔ لہذا اُس کی خاطر اہلکاروں نے تھیکلہ کو چھوڑ دیا۔ وہاں سے چھوٹ کر وہ طروفینہ کے ساتھ چلی گئی۔ اور اُس کی تعلیم سے طروفینہ اور اُسکا سارا گھرانہ مسیحی ہو گیا۔

ملکہ بہت چاہتی تھی کہ وہ اس کو اپنے پاس رکھے پر جس کا دل دنیا سے اُٹھ گیا وہ کیونکر پھر دنیا کی عشرت میں زندگی کاٹ سکتی تھی؟ سو وہ فقط ۸ ہی دن ملکہ کے محل میں رہ کر وہاں سے رخصت ہو گئی۔ اور پولوس کو ڈھونڈنے لگی۔ اور مورہ میں اُس سے ملاقی ہوئی۔ پھر وہ اکونیم کو آئی تھیرس تو مر چکا تھا۔ اُس نے اپنی ماں کو مسیح کے پاس لانے کی کوشش کی۔ پر کامیاب نہ ہوئی۔ اسکے بعد اُس کی باقی زندگی کی بابت مختلف حکایتیں ہیں آخر سلوکیہ کے گرد و نواح میں اُس نے فقیری میں اپنی زندگی بسر کی اور بہتوں کو مسیحی بنا کر نوّے برس کی عمر میں رحلت کر گئی۔

راقم:- بی۔ بی۔ رائے۔

نور افشاں کے لئے نئے خریدار پیدا کرنا ایک ضروری کام ہے۔

شکرانۂ نوروز

الٰہی ترا شکر کرتا ہوں میں
ترے اسم اقدس پہ مرتا ہوں میں
ترے فضل سے اب تلک شاد ہوں
ہوں عالم میں موجود آباد ہوں
کیا تو نے سب کام انجام ہے۔
مبارک مبارک ترا نام ہے۔
کوئی مجھ تلک آفت آنے نہ دی
شکست اک بھی دشمن سے کھانے نہ دی
غرض ہر بلا سے بچایا مجھے۔
نیا سال بھی یہ دکھایا مجھے۔
اب آگے کو تجھ سے مری عرض ہے
جتا دے مجھے جو مرا فرض ہے
کہ پورا کروں میں ہر اک کام کو
نہ بٹہ لگے کچھ ترے نام کو
تو تاریکی دل سے مرے دور کر
مجھے نور سے اپنے معمور کر۔
ترا ہی میں شاکر ہوں شاداں ہوں میں
نہیں غم مجھے اہل ایماں ہوں میں

منیانہ منڈ، ہشامس شرنگ ٹھاکر (میرٹھی)

اسیسی کا سینٹ فرانسس

پانچواں باب

اُس کے پہلے ساتھی

سینٹ برنارڈ و سینٹ پیٹرو۔ سینٹ گائلس۔

برنارڈ۔ اب جب مبارک فرانسس کی ایسی سادہ تعلیم کی اور اُس کی سادہ زندگی

کی حقیقت بہتوں کو معلوم ہوگئی تو بعض آدمی یہہ دیکھ کر اپنا خیال توبہ کی طرف پھیرنے لگے - اور دنیا کی چیزوں کو الگ کر کے اُس کی پیروی میں اُسی طرح کی زندگی بسر کرنے لگے - اُن میں سے پہلا برادر برنارڈ تھا - اسیسی کا مسٹر برنارڈ اُس شہر کے سب سے زیادہ شریف مالدار اور عقلمند لوگوں میں سے تھا اور فرانسس کے صبر اور جوش پر خوب غور کر کے کہ اُس نے کس طرح سے سخت محنت کر کے برباد شدہ گرجوں کی مرمت کی - اور ریاضت کی زندگی بسر کرتا ہے - اور کیسی خوشی سے اُس نے چوٹوں کی برداشت کی - اور کہ کس طرح سے دو برس تک ہر ایک کی نگاہ سے نفرت انگیز اور حقیر بن کر بھی اُن کو برابر نظر آتا رہا وہ اپنے دل میں سوچنے اور کہنے لگا "درحقیقت یہ ناممکن ہے - کہ اس شخص پر خدا کا فضل بکثرت نہ ہو" - اور وہ اکثر فرانسس کو ڈھونڈھ کر اپنے گھر لایا - ایک دفعہ شام کو جب فرانسس اُس کے ساتھ رہنے کو گیا تب برنارڈ نے اس ارادے سے کہ وہ فرانسس کو زیادہ غور سے دیکھے اُس کے لئے اپنے کمرے میں جس میں ایک چراغ ہمیشہ جلا کرتا تھا ایک بستر تیار کروایا۔

اور فرانسس کمرے میں داخل ہوا اور لیٹ گیا اور ظاہر کیا کہ خوب سو گیا ہے - تب یہہ خیال کر کے کہ برنارڈ سو گیا ہے - فرانسس اُٹھا اور دعا میں لگ گیا - اپنی آنکھیں اور ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھائے اور بڑے زہد اور سرگرمی سے یہ کہتا تھا کہ "میرے خدا میرے خدا" اور اسی طرح سے بولتے ہوئے اور متواتر روتے ہوئے اُس نے صبح تک قیام کیا اور کوئی دوسرے الفاظ نہ نکالے ۔

اب جب برنارڈ نے ان سب پر غور کیا تو اس پر بڑا اثر ہوا اور روح القدس سے اُس کے دل میں آیا کہ وہ اپنی زندگی بدل ڈالے - اس واسطے جب دن نکلا - اُس نے فرانسس کو بلا کر کہا بھائی فرانسس میں چاہتا ہوں کہ میں دنیا کو بالکل ترک کر دوں اور اس بات میں تیری پیروی کروں جس کا تو مجھے حکم دے - یہ سنکر فرانسس نے اپنے دل میں خوش ہو کر کہا مسٹر برنارڈ وہ جو تم کہتے ہو اتنا مشکل کام ہے کہ ہمیں اُس کے بارہ میں خداوند مسیح سے صلاح لینا چاہیے - اور اُس سے التجا کرنا چاہیے - کہ وہ اپنی عنایات سے ہم پر اس بات میں اپنی مرضی ظاہر کرے اور ہمیں سکھلا دے کہ ہم اُسے کس طرح خوش اسلوبی سے انجام دیں - اس واسطے آؤ ہم گرجے جاویں اور ماس سننے کے بعد ہم ٹرس تک دعا میں لگے رہیں - اور یہ منت کریں - کہ (پادریوں کی) کتاب کے تین دفعہ کھولے جانے میں خدا ہمیں وہ راستہ دکھلا دے جو وہ چاہتا ہے کہ ہم اختیار کریں ۔

پیٹرو - جب وہ جاتے تھے اُن کیساتھ پیٹر بھی ہو لیا - اُس نے بھی برنارڈ کی طرح فرانسس کی آمد و رفت کو غور سے دیکھا تھا - اور اُس کی پاکیزگی کا خیال کر کے اُس نے اپنے دل میں ارادہ کر لیا کہ اپنی دولت اور مرتبہ ترک کر دے اور اُس کا پیرو ہو جاوے ۔

اس واسطے وے تینوں ساتھ چلے اور مقدس نکولس کے گرجے کو پہنچے - جب وے ماس سن چکے اور دعا میں لگے تھے تو پریسٹ نے فرانسس کی درخواست پر (پادریوں کی) کتاب لی اور اُس پر صلیب کا نشان بنا کر اُسے تین دفعہ خداوند یسوع مسیح کے نام سے کھولی

سنہ ۱۹۱۶ء کا آخری اور رخصتی سلام

(از قلم بی بشیر الدین شہباز خاں)

سنہ ۱۹۱۶ء اپنا آخری اور رخصتی سلام دنیا اور دنیا والوں کو کہہ کر ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گیا - اور ۳۱ تاریخ ماہ گذشتہ کی آدھی رات کو سنہ ۱۹۱۷ء نے اُس کی جگہ لی - دنیا اور دنیا والوں نے اُس کو **خوش آمدید** کہا - ہم کو معلوم نہیں کہ سنہ ۱۹۱۷ء کن کن دل خوش کن اُمیدوں کا موجب ہوگا - ہاں اتنا ضرور معلوم ہے کہ سنہ ۱۹۱۷ء دنیا کی بہت سی تبدیلات کا باعث ہوگا - ہم نے جن خوشگوار اُمیدوں اور آرزوں سے اس نئے سال کا خیر مقدم کیا ہے - اُمید واثق ہے کہ یہ ہماری خوشگوار اُمیدوں - آرزوں کو پورا کریگا - اور ہمارے لئے بہت سی خوشگوار امور کا اسباب ہوگا ۔

گذشتہ سال جن جن دل شکن امور کا موجب ہوا - اس سے ہر ایک ذی شعور واقف ہے اور جو صفحۂ تاریخ کا تختۂ مشق بن گئیں - ہزاروں بندگان خدا جنہوں نے وفاداری کا عہد کیا تھا - اس جنگ میں لقمۂ اجل بنے - اور آئندہ سال کو ہمارے ساتھ مگر خوش آمدید نہ کہہ سکیں گے - سال کی گھڑیاں چشم زدن میں ختم ہو گئیں - اور ہم حسب دستور اپنے اپنے دنیوی دھندوں میں مصروف رہے رات دن گزرتے گئے اور ہماری عمر کے پل بھی گھٹتے گئے ؎

صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے
عمر یوں ہی تمام ہوتی ہے

ہزاروں نے حسرت اور افسوس سے اس دنیا کو

خیرباد کہا۔ اور سامیتاج دنیا اور مال و دولت کو بھی خیرباد کہا۔ آہ! عاقل انسان سوچ اور شکر خدا کر کہ تجھ کو تیری زیست میں ایک اور سال خدا نے عطا کیا ہے اور تجھ کو موقعہ دیا گیا کہ تو اس دنیا میں رہ کر اور نیکی کرے جتنی تو کر سکتا ہے۔ اور اپنے گناہوں سے توبہ کر۔ بیٹے کو چوم تاکہ وہ بیزار نہ ہو جائے۔ ممکن ہے کہ تجھ کو پھر یہ موقعہ نہ ملے۔ اور تو کفِ افسوس ملے۔ اور ملکہ الزبتھ کا ہم زبان ہو کر کہے **ایک منٹ کے لئے لاکھوں روپیہ** لیکن یاد رکھ۔

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔

دنیا کے شیدائی جو شہد کی مکھی کی طرح ہمیشہ دولت و مال جمع کرتے اور عیش و عشرت پسند ہیں۔ اُن کو جب کہا جاوے کہ کچھ خیال کرو۔ کیا تم نے واسطے عاقبت کے لئے کچھ کیا یا نہیں؟ تو بڑی بے پروائی سے وہ جواب دیتے ہیں۔

عاقبت کی خدا جانے
اب تو آرام سے گزرتی ہے

اے غافل انسان تو گھڑیال سے سبق سیکھ وہ اپنا دور ایک سے شروع کرتا اور ۱۲ پر ختم کر دیتا ہے۔ پھر ایک نیا دور شروع کرتا اور ختم کر دیتا ہے۔ غرضیکہ اسی طرح دن رات ہفتے مہینے اور سال ختم ہو جاتے ہیں۔

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی
گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی

کاشکہ ہماری پرانی زندگی پرانے سال کے ساتھ ہی ختم ہووے اور نئے سال کے ساتھ ہی نئی زندگی شروع۔ اور ہم اس موقعہ کو غنیمت جانکر اپنے خداوند کے جلال کے لئے خرچ کریں۔ ناظرین نورافشاں کو یہ

سال نو مبارک ہو!

سنہ ۱۹۱۷ء۔ فقط۔ والسّلام

کیلاش کی یاترا

میں نے ماہ اکتوبر گزشتہ میں سوامی سندر سنگھ جی کو معرفت ایڈیٹر صاحب نورافشاں کے لکھ کر چند سوالات دریافت کئے تھے۔ وہ خط پرائیویٹ تھا لیکن اُس کی اشاعت نورافشاں میں دیکھکر بہت حیرت ہوئی ایڈیٹر صاحب کو چاہیئے تھا کہ وہ اس خط کو سوامی جی کے پاس بھیج دیتے۔ اس کا جواب سوامی جی نے رسنگہ پور واقعہ ممالک متوسط سے بھیجا۔ جو مجھے سیہور واقع وسط ہند میں نومبر میں ملا۔ میں اپنے سوالات کا جواب بھی ناظرین کی اطلاع کے لئے شایع کرنے کا خواہاں تھا۔ لیکن میں اپنی سیاحت سے فارغ نہ ہوا تھا۔ میں اس قدر جلدی جلدی بھاگتا پھرتا تھا۔ کہ کوئی مضمون نورافشاں کے لئے لکھنا آسان نہ تھا اس وجہ سے مجبور رہا۔

میرے سوالات کو دیکھکر کئی آدمیوں کے دل میں کیلاش کی یاترا کا شوق پیدا ہو گیا ہے۔ میں نے مناسب ہے کہ چند ضروری باتوں کا احتیاطاً ذکر کیا جائے۔ سوامی سندر سنگھ کے خط مرقومہ ۱۸ نومبر سے ظاہر ہوتا ہے کہ آسان راستہ ڈیرہ دون سے ٹھہرنے اور وہاں سے آگے پہاڑوں سے ہے۔ سردی بہت ہوتی ہے۔ آجکل تو برف ہے۔ گرمی کے شروع میں رستہ صاف ہو جاتا ہے۔ گنگوتری کی طرف سے ہو کر آگے جاتا ہے۔ اس کے سوا اور تین راستے بھی ہیں۔ راستہ میں آبادی بہت کم ہے۔ گنگوتری کے آس پاس گاؤں ملتے ہیں۔ ندی نالے بہت پڑتے ہیں۔ ڈیرہ دون سے کیلاش تک ایکماہ کا راستہ ہے۔ جو آسان نہیں بلکہ بہت دشوار گزار ہے۔ دو ڈھائی مہینے آنے جانے میں لگیں گے یوں سمجھو کہ یاترہ میں ڈھائی ماہ درکار ہونگے۔

جو صاحب کیلاش کی یاترا کے خواہشمند ہوں انہیں دو تین باتوں کا سب سے پہلے خیال کرنا چاہیے اول سفر کی تکالیف نہ صرف صبح سے شام تک پیدل ہی چلنا ہوگا۔ بلکہ آتار چڑھاؤ کثرت سے ہیں اور ندی نالے اور کھڈ بھی بہت پڑتے ہیں جن کی وجہ سے مسافت بہت بار ہو جاتی ہے۔ صاف سڑک پر چلنا اور بات ہے۔ اور پہاڑوں کی تنگ گھاٹیوں میں چڑھنا اور اترنا بہت مشکل بات ہے۔ آدھ میل کی ڈھلوان گھاٹی کی چڑھائی آدمی کی طاقت پر بارگراں ہوا کرتی ہے جس کے خاتمہ پر کم از کم ڈیڑھ گھنٹے تک سستانے کی اشد ضرورت ہوتی ہے اس کے سوا کھانے پینے کی بھی دقت ہوگی۔ جو ایسے دور افتادہ اور تہذیب ناآشنا علاقوں کی مسافت میں لازمی بات ہے۔ جو صاحب کیلاش کی سیاحت کے خواہشمند ہیں۔ وہ سب سے پہلے پہاڑوں کے درمیان پیدل چلنے اور سفر کی تکالیف برداشت کرنے کی قوت کا اندازہ کریں۔ ممکن ہے اسباب کو نظر انداز کرنے سے راستہ میں تکلیف ہو۔ اور یاتری ہو کر یاترا سے دست بردار ہونا پڑے۔ میری دانست میں جو لوگ بچپن سے پہاڑوں میں چلنے پھرنے کے عادی ہوں۔ یا جنہیں پیدل لمبے سفروں اور سفری دکھوں کے جھیلنے کی عادت ہو وہ بآسانی کیلاش یاترا کو جا سکتے ہیں۔ گویا قوت جسمانی اور قوت ارادی دو نہایت ضروری باتیں اور تیسری خوبی بھوک پیاس کو کچھ دیر تک دبانا اور اس کا اثر بے محسوس نہ کرنا ہے۔ دوم اپنے ساتھ ضرورت کے موافق گرم کپڑے ہونے چاہئیں۔ اُن کے اٹھانے کے لئے یا تو آدمی خود تیار ہو یا کوئی پہاڑی قلی ہونا چاہیئے۔ سوم اپنی سفری ضروریات کھانے پکانے کے برتن اور دیگر اشیا جن کے بغیر اپنا گذارہ

مشکل ہو۔ ہمراہ ہونی چاہئیں۔ میں اس سفر کے متعلق ایک اور دوست سے بھی حالات معلوم کر کے اطلاع دونگا جو تھوڑا عرصہ ہوا۔ بدری ناتھ وغیرہ گئے تھے +

سوامی سندرسنگھ کا ارادہ اگلے اپریل یا مئی میں جانے کا ہے۔ اور آپ نے مجھے تاکید کی ہے کہ چند اور احباب کو بھی تیار کیا جائے تو بہت اچھا ہوگا۔ اس لئے جو احباب جانے کے خواہاں ہوں وہ ابھی سے اُس کے لئے سٹ کریں تو زیادہ مناسب ہوگا۔ چونکہ سوامی سندرسنگھ اکثر گھومتے رہتے ہیں۔ اُن کا مقرر ٹھکانہ نہیں ہے۔ اس سے ان کو خط لکھنا دشوار ہے۔ نور افشاں ہی کے ذریعہ سے اُن سے اور باتیں معلوم ہو سکتی ہیں۔ یا اگر کوئی صاحب مناسب سمجھیں تو نیاز مند کو اطلاع دے سکتے ہیں۔ اس وقت تک مجھے تین صاحبوں کے ارادہ سے واقفیت ہے۔ ایک پنجاب سے دیرینہ سال اور دو آگرہ کی طرف کے نوجوان مسیحی ہیں۔ پانچ سات آدمیوں کا قافلہ بہت اچھا رہیگا۔ ایسے دشوار گذار لمبے سفر میں بہت آدمیوں کیساتھ جانے کا خاص لطف رہیگا۔ مسافرت میں قافلہ بنا کر جانا بہت مفید رہیگا۔ سفر بھی خوشی خوشی کٹ جاتا ہے۔ علاوہ ازیں جب ہندو کسی تیرتھ یا مسلمان حج کو جاتے ہیں تو ایک دو نہیں بلکہ بعض دفعہ ایک ہی محلہ کے درجنوں آدمی اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ ہم عیسائیوں کا نہ کوئی تیرتھ ہے اور نہ کوئی اور مقام ہے۔ سوائے فلسطین اور کنعان کے۔ وہاں پر کبھی جب امریکہ یا یورپ کے عیسائی سیاحت کے لئے جاتے ہیں تو بیسیوں آدمی اکٹھے ہو کر جاتے ہیں اس لئے ہم کیلاش جائیں۔ ہے آدمی اکٹھے ہو کر چلیں تو بہت اچھا ہوگا۔ (احقر جے۔ آر۔ ر[illegible] لاہور)

غزل

از نتائج فکر طبع احقر حاجی ملتان
ثاقب لودھیانوی

پھر بہار آتی ہے پھر رخصت خزاں ہونیکو ہے
باغ میں پھر غنچہ ہائے گلاں ہونے کو ہے
میکدے میں آمد پیر مغاں ہونے کو ہے۔
مے سے پھر سرشار ہر پیر و جواں ہونے کو ہے
پھر کسی کی آمد آمد کی اذاں ہونے کو ہے
آنکھوں عالم سے پھر کوئی عیاں ہونیکو ہے
پھر نبی اہل دنیا پر عیاں ہونے کو ہے
شکر اللہ ہے نجات عاصیاں ہونیکو ہے
پھر طلوع مہر صدق دوجہاں ہونے کو ہے
کفر پردے میں عدم کے پھر نہاں ہونیکو ہے
پھر نزول صاحب کون و مکاں ہونیکو ہے
پھر زمیں رفعت میں رشک آسماں ہونیکو ہے
کفر اور حقانیت کا امتحاں ہونے کو ہے۔
پرستش خدا وند جہاں ہونے کو ہے
دوست کی مرضی سے دور دوستاں ہونیکو ہے
زہر سے اخراج دور دشمناں ہونیکو ہے۔
پھر عدالت کے لئے آنے کو ہیں ابن خدا
پھر گنہگاروں کا ہائے امتحاں ہونیکو ہے۔
مضمحل ہونگے ہیں سب منکران ابن حق
اور ہر مومن مسیح میں شادماں ہونیکو ہے
نعرہ دار الیسوع سے گونج اٹھینگے دو جہاں
نفس شیطانی بھی بے نام و نشاں ہونیکو ہے
بے خبر امت کی جلد اے ناخدائے ناؤ دیں
غرق گرداب بلا آب[1] رواں ہونے کو ہے
ساقیا منزل جنت ہے۔ ہر ثاقب کیوں نہیں
مست اس کے لطف عیسیٰ ساقیاں ہونیکو ہے

اطلاع عام

ناظرین نور افشاں: نور افشاں کی خدمت اور بجا آوری سے بخوبی واقف ہیں اور اس کی ضرورت کو کماحقہ محسوس کرتے ہیں یہی ایک ہی ہندوستانی مسیحی اردو زبان میں موجود ہے جو قوم کی خدمت ادا کرنے کے لئے ہروقت مستعد اور تیار ہے۔ اس اشاعت کی دقت اس وقت کے تمام کاروبار میں جو جو رکاوٹیں اور مشکلات پیدا ہو گئی ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں ہیں۔ ایسے وقت میں کسی اخبار یا رسالہ کا جاری رہنا ناممکن تو نہیں مگر دشوار ضرور ہے اور جہاں دیگر امور میں جنگ کا اثر بڑا بھاری پڑا ہے۔ وہاں اخبارات پر بھی اس سے کچھ کم اثر نہیں پڑا۔ اس گرانی اور مشکلات سے نور افشاں بھی بڑا متاثر ہوا ہے۔ ہمارا منشا تو تاحال نہ تھا کہ اس کی قیمت میں کچھ اضافہ کیا جائے مگر کیا کریں زمانہ ایک حال پر رہنے نہیں دیتا۔ کاغذ کی گرانی اور دیگر مصالحجات کی کمیابی اور لاگت کی زیادتی ہم کو بھی مجبور کرتی ہے کہ اخبار کی قیمت میں اضافہ کیا جائے اور ضرور کیا جائے۔ لہذا ہم مجبوراً ابھی سے پبلک سے اور اپنے معزز اور مہربان خریداران سے التجا کرتے ہیں اور ہم اعلان عام دیتے ہیں۔ کہ آیندہ سال سے بجائے دو روپیہ آٹھ آنہ کے سالانہ چندہ نور افشاں مبلغ تین روپیہ (عہ) ہوگا صرف ۸ زیادہ دینا اور سال بھر اخبار سے فیض اٹھانا کوئی بڑی بات نہیں ہے ہم تو یہ بھی اضافہ نہ کرتے مگر کیا کریں مجبور ہیں امید ہے کہ ہمارے خریداران کو اس قدر اضافہ کچھ شاق نہ گذرے گا۔ اور بدستور خریداری کو جاری رکھ کر ہمیں احسان مند فرمائیں گے۔

منیجر اخبار نور افشاں لودیانہ

[1] آب رواں۔ محاورہ فارسی کشتی

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کیلئے عرصہ سے جاری ہے اور تقریباً ایک میل شہر سے باہر ایک پر فضا اور صحت افزا مقام پر واقعہ ہے جسکے متعلق وسیع اور ہوادار بورڈنگ ہاؤس خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان لڑکوں کے غسل کیلئے ایک خوبصورت وسیع حوض ۔ عبادت کیلئے گرجا گھر اور جماعتوں کیلئے موزوں کمرے ہیں ۔ مزید برآں سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں سکول ہذا میں چند مسیحی لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے ۔ لہذا اطلاع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

تائید غیبی ۱۲/۱

یہ اردو زبان کا سب سے عمدہ ناول ہے ۔ اسکو ضرور پڑھئے اخلاقی معاشرتی امور خوبی کیساتھ بیان کئے گئے ہیں پلاٹ بہت عمدہ اور زبان نہایت پاکیزہ ہے ۔ یہ وہ ناول ہے جسکو بار بار پڑھنے کو جی چاہتا ہے ۔ حجم ۱۱۶ صفحہ سائز ۲۰×۲۶ لکھائی چھپائی کاغذ نفیس قیمت ۸ فی جلد ایک روپیہ خریدار ۔

المشتہر ۔ منیجر دکشا ہال چوک لکھنؤ

ضرورت ۳/۲

کرشنا میڈیکل ہال پشاور شہر کے واسطے ایک لیڈی ڈاکٹر اور ایک دایہ کی ضرورت ہے تنخواہ کے علاوہ ہوادار ۔ رہائشی مکان اور نصف وزٹ فیس ۔ لیڈی ڈاکٹر کو چالیس روپیہ پچاس روپیہ تک اور دایہ کو پندرہ سے ۲۰ تک دی جائیگی ۔ تمام درخواستیں بنام منیجر کرشنا میڈیکل ہال بازار گھنٹہ گھر پشاور شہر آنی چاہئیں ۔

کرسچین بوائز بورڈنگ ہائی سکول لدھیانہ

قائم شدہ ۱۸۳۴ء

تسلی بخش انتظام وکھانا عمدہ

حرفتی کارخانہ ۔ یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے عرصہ دراز سے جاری ہے جس میں ابتدائی تعلیم کی علاوہ مکمل نارمل کی غرض سے ایک اپریل ۱۹۱۳ء سے ایک ورنیکلر مڈل کی تعلیم کا ایک مشن سکول کی زیر نگرانی کرنے میں جس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام بخوبی طور پر ہوگیا ہے ۔ شرح خرچ خوراک معہ فیس عام اسلام ماہوار اگر ایک خاندان سے دو بھائی ہوں تو ہر ایک للعہ وغیرہ کتب وغیرہ کا خرچ علاوہ ہوگا کارخانہ متعلقہ سکول ہذا میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً کرسی میز الماری وغیرہ نہایت ارزاں قیمت پر فروخت ہوتا ہے علاوہ ازیں جیبی گھڑی گرودکول اور بید کی کرسیاں وغیرہ بھی تیار ہوتے ہیں قیمت جس کی سال ۱۹۱۶ء کے گرودکول بہ سے عہ ۔ مزید حالات بذریعہ خط و کتابت پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں ۔

تحقیق الاسلام ۱۲۸/۴

یہ کتاب اہل القرآن کے مقبولات کی سندات کی بنا پر مسیحیت کی مسیحیوں کی مسیحی عقاید کی صحت و صداقت کی بہ طرز دیگری ہو خصوصاً الوہیت مسیح اور باپ بیٹا روح القدس کے واحد خدا ہونے پر قرآنی شہادت کا مجموعہ ہے ۔ شایع شدہ حصص (۱) حقیقت الاسلام ہے قیمت ۲؍ (۲) اہل اسلام ہے قیمت بلا محصول ایک عدد (۳) الٰہ الاسلام ہے قیمت معہ محصول ایک جیسی گی ۔ ان کے سوا باقی اردو حصے ہیں جو بالکل تیار ہیں ۔ تحقیق الاسلام میں کامل یہ ہے کہ قرآن کی اور حضرت محمد کی جو مسیحیت کے دشمن کہے جاتے ہیں مسیحیت کی ہر ایک صداقت کے شاہد بنا دیئے گئے ہیں اور ایسے شاہد بنا دیئے گئے ہیں کہ جن کے روبرو کسی مفتی و مولوی کا منہ خلاف عرض نہیں کھل سکتا ہے ہماری اس امر میں صداقت دیکھنی ہو تو تحقیق الاسلام کو خرید کر پڑھیں اور اہل القرآن میں تقسیم کرکے دیکھ لو

المشتہر پادری غلام مسیح ۔ پاسٹر کلیسیا لدھیانہ ۔

مقیم مشن احاطہ ۔ لودیانہ ۔ پنجاب

دستور العمل نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر محصول ڈاک عـہ

ہندوستان و پنجاب سے عـہ ر ـے

غیر ممالک سے ۱۳ ر ـے

قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجائیگی ۔

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہار	سہ ماہی	ششماہی	سالانہ تمام
کالم کا آٹھواں حصہ	۸ ر ـے	ـے	لـعـہ
چوتھائی کالم	ـے	لـعـہ	عـہ
نصف کالم	لـعـہ	عـہ	صـہ
پورا کالم	عـہ	صـہ	ـہ
پورا صفحہ	صـہ	صـعـہ	ماصـہ

ہر ایک دفعہ کے لئے فی سطر ۲ روپیہ سے کم کسی اشتہار کیلئے نہ لیا جائیگا ۔

نوٹ ۔ نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں ۔

باغ دل

دی گارڈن آف دی ہارٹ

ایڈیٹر مسٹر محمد اسماعیل خانصاحب

یہ ایک سہ ماہی رسالہ انگریزی اور اردو فارسی میں ہونے کے علاوہ چھپتا ہے اس میں خوبصورت تصویریں ہیں چندہ سالانہ ۲ روپیہ زیادہ کاپیاں ایک پتہ پر بھیجی جائیں تو فی کاپی [illegible] کیا جاتا ہے ۔ یہ خاص کر ہندوستانی مستورات کے لئے مخصوص ہے قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجائیگی نمونہ کے ٹکٹ آنے پر بھیجا جاتا ہے ۔ درخواستیں بنام ۔ اے ۔ ایم ۔ ویری ۔ ڈی ۔ ڈی ۔ آنریری سکرٹری سی ۔ ایل ۔ لودیانہ پنجاب آنی چاہئیں ۔

مخزن مسیحی

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی اور پندرہ تاریخ کو زبان انگریزی اور رومن اردو الہ آباد سے شایع ہوتا ہے ۔ اس میں کلیسیائی اور ملکی خبریں نہایت مفید مضامین اور سنڈے سکول کے سبق شایع ہوتے ہیں چندہ سالانہ حسب تنخواہ خریداران ۲ روپیہ سے ۔۔ تک نمونہ ایڈیٹر مخزن مسیحی فتحپور یو پی سے طلب کر سکتے ہیں ۔

پادری اے ۔ ایم ۔ ویری صاحب ڈی ۔ ڈی ۔ ایڈیٹر و منیجر نور افشاں کے لئے مشن سٹیم پریس لودیانہ میں باہتمام ہوائلی براؤن چھپا ۔